OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:2, Issue: 2,July-Dec 2021
DOI:10.51665/al-duhaa.002.02.0089, PP: 81-94

فقہ اسلامی کے رُو سے اقلیتوں کے حقوق اور انکے ساتھ رواداری :ایک تحقیقی جائزہ

Minority Rights and tolerance with them according to Islamic Jurisprudence: A Research Review

Published:
25-09-2021
Accepted:
26-08-2021
Received:
25-07-2021

Dr. Abdul Haq
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
SBB University Sheringal, Dir Upper
Email: drabdulhaqsbbu@gmail.com

Prof. Dr. Hisamud Din Mansori
Professor, Iqra University Karachi
Email: dr.h.mansoori@gmail.com

Abstract

Islam is a religion of peace and believes in the promotion of humanity. It is a strong supporter of the rights of everyone including non-Muslims living in Islamic state as minority, and directs its followers to be polite with them. This research article examines the rights of minority and the extent of showing leniency towards them within an Islamic state in the light of Islamic jurisprudence. This research work has been carried out in the light of Qurān and Aḥādīth. Similarly, the sayings of Ṣāḥāba (RA) have been taken in order to support the stance. Fiqh al Islāmi has been given extreme consideration in determining the rights of minorities and being affectionate towards them. Islam has given different rights to non-Muslims demonstrating endurance, justice, leniency and tolerance with them. They must not be sent for Jihad by force. In order to resolve their issues one of them can be made judge. Their protection is the responsibility of Islamic state. Muslim and a person from minority are equal in the eye of Islamic law. Jizyah (annual tax) can be condensed according to their financial status. Exchange of gifts and invitation of meal is allowed in Islamic Fiqh.

***Keyword**: Minority, Islamic State, Jizyah, Islamic Jurisprudence, Dār-ul-Islam*

صرف اسلام ہی مکمل اور حق دین ہے، اللہ تعالیٰ کی حاکمیت، عدل وانصاف کا تقاضا یہ ہے کہ کسی قوم وملت کو اپنا پیغام، ہدایت واحکام سے مطلع کرنے سے پہلے ہلاک یا عذاب میں مبتلا نہیں کرتے، جیسا کہ قرآن حکیم میں اللہ رب العلمین کا ارشاد گرامی ہے:

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝ . [1]

اور ہم کبھی کسی کو اس وقت تک سزا نہیں دیتے جب تک کوئی پیغمبر (اس کے پاس) نہ بھیج دیں۔

اس بنا پر انسانی تاریخ میں وقفے وقفے سے انسانوں کی رہنمائی کے لئے پیغمبر بھیجے گئے ہیں، جن کی تعداد کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار (124000) بتائی گئی ہے، نبوت و رسالت کے اس سلسلے کا خاتمہ محمد بن عبداللہ ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی ہوا، ان کی امت کو آخری امت اور ان کے لائے ہوئے دین کو آخری دین اور ضابطہ اخلاق قرار دیا گیا اور اسے سابقہ تمام ادیان و مذاہب کے لئے ناسخ بنایا گیا، انہیں جو شریعت عطا کی گئی اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنا پسندیدہ، مکمل، آخری اور حتمی دین (زندگی گزارنے کا لائحہ عمل) قرار دیا۔

اس بنا پر ایک مسلمان کا عقیدہ یہی ہونا چاہیئے کہ زندگی کے تمام مسائل کا حل، اعلیٰ اخلاق و کردار اور حقانیت صرف اسلام میں منحصر ہے، اسلام سے متصادم جتنے بھی ادیان، نظریات، فلسفے ہیں وہ سب غلط اور باطل ہیں، لیکن اس عقیدے کے باوجود اسلام کبھی بھی اپنے پیروؤں کو یہ بات نہیں سکھاتا کہ دوسرے مذاہب و نظریات کے حامل لوگوں کو یکسر قابل نفرت قرادے کر ان سے ہمیشہ دشمنی اور مخالفت و تصادم کی فضا برپا کرے بلکہ اسلام بذات خود ایک ٹھوس حقیقت ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے مخالفین کے لیے درج ذیل پہلو بھی رکھتا ہے جو نرمی، رواداری، برداشت، عدل و انصاف سے بھرپور ہیں۔

نرمی و رواداری

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

لَتَعْلَمُ يَهُودُ أَنَّ فِي دِينِنَا فُسْحَةً، إِنِّي أُرْسِلْتُ بِحَنِيفِيَّةٍ سَمْحَةٍ[2]

ترجمہ: یہود کو معلوم ہے کہ میں ایک ایسے دین کے ساتھ بھیجا گیا ہوں جو باطل سے حق کی طرف مائل اور نرمی، وسعت و رواداری کا حامل ہے۔

اس حدیث میں اسلام کے مزاج کی جو نشاندہی کی گئی ہے کہ ہر شخص کے ساتھ خواہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو حتی المقدور اس کے ساتھ نرمی اور برتاؤ کا معاملہ کیا جائے، بذات خود ایک اصول ہے اور اس کا اثر اسلام کے احکام و قوانین کے اندر نمایاں طور پر پایا جاتا ہے، اس کی بنا پر اسلام نے غیر مسلموں کے ساتھ زندگی کے مختلف شعبوں میں برداشت و برتاؤ کا مظاہرہ کرتے ہوئے مختلف حقوق دیئے ہیں، جو رہتی دنیا تک اسلام کے ماتھے پر خوبی و اخلاق کے جھومر کے مانند ہیں۔

اسلام اپنے ایک اچھے پیروکار اور داعی کی صفت یہی بتلاتا ہے کہ وہ ایک غیر مسلم یا دین کے احکام سے منحرف شخص کو ایک مصیبت اور روحانی امراض میں مبتلا سمجھ کر اس کے ساتھ رحم و کرم کا معاملہ کرے اور خود اس مصیبت سے بچنے پر اپنے رب کا شکر ادا کرے، خود پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت و خصلت قرآن حکیم کی زبانی یہ ہے:

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝ [3]

ترجمہ: کہیں ان مخالفین کی ہدایت کی غمخواری مین آپ ﷺ اپنی جان خطرے میں ڈال کر ہلاک نہ ہو جائے!

مخالفین کو راہ راست پر لانے کی خاطر اس قدر محنت و مشقت کرنے والے پیغمبر کا ارشاد پاک ہے:

لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس. [4]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرے گا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔

محدثین کرام رحمھم اللہ تعالیٰ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ:

فيه الحض على استعمال الرحمة لجميع الخلق ، فيدخل المومن والكافر.[5]

ترجمہ: کہ اس حدیث میں رحمت و شفقت کے برتاؤ کا جو حکم دیا گیا ہے وہ سب لوگوں کو شامل ہے خواہ وہ مسلمان ہوں یا نہ ہوں۔

اس بنا پر جب ایک مرتبہ پیغمبر اسلام سے درخواست کی گئی کہ اپنے ان مخالفین کے لئے بددعا کرے ان سے چھٹکارا حاصل کریں تو آپ ﷺ کا جواب یہ تھا:

انی لم ابعث لعانا ، و انما بعثت رحمة.[6]

ترجمہ: کہ میں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا بلکہ مجھے خود درحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔

اسلام کی نظر میں احسان اور خوش اخلاقی کا اظہار ہر ایک کے ساتھ مطلوب ہے، خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم، سورۃ الممتحنہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ لَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ اَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَ ظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝[7]

اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑتے اور نہ انہوں نے تمہیں تمہا رے گھروں سے نکالا ہے، اس بات سے کہ تم ان سے بھلائی کرو اور ان کے حق میں انصاف کرو، بے شک اللہ تعا لیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے، تمہیں اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے منع کرتا ہے جو دین میں تم سے لڑنے والے ہیں، اور انہوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکال دیا اور تمہارے نکالنے میں لوگوں کی مدد بھی کی کہ ان سے دوستی کرو اور جس نے اس سے دوستی تو پھر وہی ظالم بھی ہیں۔

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

و اولی الا قوال فی ذلک با لصواب قول من قا ل : عنی بذلک (لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ) من جميع اصناف الملل و الا ديان ان تبروهم وتصلو هم وتقسطو االيهم، ولا معنى لقول من قال: ذلک منسوخ[8]

صحیح قول یہ ہے کہ یہ آیت ان سب ملل و ادیان کے حاملین کے ساتھ نیکی، انصاف و احسان کا حکم دیتی ہے جو مسلمانوں سے برسرِ پیکار نہ ہوں۔

صحیح مسلم میں مشہور صحابی ہشام بن حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا واقعہ ہے جب انہوں نے چند غیر مسلم زمینداروں کو دیکھا کہ دھوپ میں ان کو کھڑا کر دیا گیا ہے تو پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب ملا کہ جزیہ نہیں دیتے تو حضرت ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

انہیں چھوڑ دو میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے:

ان الله يعذب الذين يعذبون الناس فى الدنيا.[9]

ترجمہ: کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عذاب میں مبتلا کرے گا جو خلق خدا کو (مسلم ہوں یا غیر مسلم) عذاب میں اور سختی میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

سورۃ لقمان میں اللہ جل جلالہ کا ارشاد ہے:

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا[10]

ترجمہ: اور اگر تجھ پر (والدین)، اس بات کا زور ڈالیں کہ میرے ساتھ شریک بنالے، تو ان کا کہنا نہ مانو اور دنیا میں ان کے ساتھ نیکی سے پیش آ!

اس آیت کی روشنی میں جب اسما بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ میری ماں میرے ساتھ جوڑ کر رہنا چاہتی ہے جبکہ وہ غیر مسلم تو حضور ﷺ نے فرمایا تم بھی اس کے ساتھ صلہ رحمی اور جوڑ کے رہنے کا معاملہ کرو۔[11]

امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لا ن صلة الرحم محمود دعند كل عا قل وفى كل دين والا هداء الى الغير من مكارم الاخلاق و قال صلى الله عليه وسلم (بعثت لا تمم مكارم الاخلاق) فعرفنا ان ذلك حسن فى حق المسلمين والمشركين جميعا.[12]

کیونکہ صلہ رحمی کرنا ہر عاقل کے نزدیک اور ہر دین میں اچھی صفت ہے، اور دوسروں سے اچھا سلوک کرنا بہترین اخلاق ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں اس لیے بھیجا گیا ہوں تاکہ میں اچھے اخلاق کی تکمیل کرسکوں، تو ہمیں معلوم ہوا کہ یہ مسلمانوں اور مشرکین دونوں کے حق میں اچھے ہیں۔

قریبی رشتہ دار اگرچہ غیر مسلم ہو اس کے ساتھ رشتہ داری کے حقوق نبھانا شرعاً مطلوب اور پسندیدہ ہیں رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: بعثت لا تمم مكار م الاخلاق.[13]

میں اچھے اخلاق کی تکمیل اور اسے ایک مکمل اور جامع انداز میں پیش کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

اس ارشاد کے عملی ثبوت کے لئے بہت سارے واقعات کی طرح یہ بھی کافی ہے کہ:

اہل مکہ جو آپ ﷺ کے جانی دشمن تھے جب قحط سالی اور معاشی تنگی میں مبتلا ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے حسب استطاعت پانچ سو دینار بطور ہدیہ ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھیجے اور پیغام بھیجا کہ اسے محتاجوں میں تقسیم کریں، تو ابو سفیان نے قبول کیا۔[14]

انسانی حقوق کی رعایت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ[15] اور بیشک ہم نے انسان کو (مسلم ہو یا غیر مسلم) انسانیت کی بنیاد پر ایک عزت واحترام دیا ہے۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۭ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ[16]

اے لوگوں ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے خاندان اور قومیں جو بنائی ہیں وہ (محض اس لئے ہیں) تاکہ تمہیں آپس میں پہچان (ہو جائے) بے شک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار (ناجائز چیزوں اور ظلم سے بچنے والا) ہو۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَ الۡاِحۡسَانِ وَ اِیۡتَآیِٔ ذِی الۡقُرۡبٰی وَ یَنۡھٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡکَرِ وَ الۡبَغۡیِ[17]

بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے کا اور بھلائی کرنے کا اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیتاہے، اور بے حیائی، بری بات اور ظلم سے منع کرتا ہے۔

رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلته بینکم محرما ، فلا تظالموا.[18]

اے میرے بندوں میں نے ظلم اپنے اوپر بھی ممنوع کر رکھا ہے، اور تمہارے لئے بھی ظلم کا ارتکاب حرام ہے۔

مصر کے گورنر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ کے بیٹے نے ایک عام شہری کو ایک تھپڑ مارا تھا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے اس سے اس کا بدلہ لیا اور ایک تاریخی جملہ ارشاد فرمایا کہ:

متی استعبدتم الناس وقد ولدتهم امها تهم احرارا.[19]

ان لوگوں کو کیوں تم نے غلام بنا کر ذلیل کیا ہے جبکہ ان کی ماوں نے تو انہیں ایک آزاد اور قابل احترام انسان کی صورت میں جنا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

اس پر مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ جو معاملات اور رویئے، کردار اور سرگرمیاں مسلمانوں کے ملک میں انجام دینا ممنوع ہوں تو وہ غیر مسلموں سے متعلق اور ان کے ممالک میں بھی ممنوع ہیں، لہٰذ جو بھی مسلمان کسی ناجائز کام اور ظلم کا ارتکاب کسی غیر مسلم ملک میں کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اس کی سزا دے گا۔

ان نصوص سے یہ بات واضح طور پر سامنے آئی کہ اسلام انسانی حقوق، عدل وانصاف اور قومیت سے نچنے اور انسان کو انسانی بنیادوں پر عزت واحترام دینے کی تعلیم دیتا ہے، وہ کسی غیر مسلم کے حق میں بھی ظلم اور نامناسب سلوک کی اجازت نہیں دیتا، فقہا کرام رحمہم اللہ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ کسی ذمی اور غیر مسلم کے ساتھ ظلم کرنا کسی مسلمان کے ساتھ ظلم کی بنسبت زیادہ سخت اور گناہ کا کام ہے۔ **لأن ظلم الذمی أشد من ظلم المسلم.**[20]

معاہدین کے ساتھ اسلامی رویہ اور انکی جان ومال کا حکم

امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

کسی کافر کے ساتھ معاہدہ ہو جانا اس کو اتنا ہی تحفظ فراہم کرتا ہے، جتنا کہ ایک مسلمان کو اس کا مسلمان ہونا، لہٰذا جیسے مسلمان کا مال اس کی مکمل دلی رضامندی کا بغیر حاصل کرنا جائز نہیں تو معاہدہ کے دوران غیر مسلم کے مال کا بھی یہی حکم ہے، پھر یہ حدیث نقل فرمائی کہ ایک مرتبہ خیبر کے یہودیوں نے جن کے ساتھ صلح کا معاہدہ ہوا تھا رسول اللہ ﷺ کو شکایت کی کہ ہمارے کھیتوں سے آپ ﷺ کے ساتھیوں نے سبزیاں وغیرہ توڑی ہیں یہ سن کر رسول ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگ اس بارے میں لاعلم ہیں انہیں یہ اعلان کردو کہ جن کفار سے ہمارا صلح و معاہدہ ہو جائے ان کو کسی قسم کا مالی نقصان پہنچانے کی اجازت نہیں ہے۔[21]

اگر صلح کی حالت میں اس صلح کے حامل کفار کو کوئی مسلمان نقصان پہنچانے کی جسارت کرے گا تو مسلمانوں کے امیر پر اسے روکنا لازم ہے اور اپنے شہریوں کی طرح ان کی حفاظت کرے گا۔

معاہدہ میں شامل غیر مسلموں کی جان و مال کو مکمل تحفظ فراہم کرنا مسلمانوں کے امیر کی ذمہ داری ہوتی ہے ایک مرتبہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بنو جزیمہ کے چند معاہدین سے غلطی میں جنگ ہوئی، حضور ﷺ نے جنگی نقصانات کے ازالہ کے لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کو رقم دے کر بھیجا انہوں نے ان کے ہر ہر نقصان کا تاوان بھر دیا حتی کہ کتوں کے پانی پینے کے برتنوں کا بھی معاوضہ دیا گیا اور جو پیسے باقی بچے وہ بھی انہیں دیدیئے۔[22]

نیز صلح کے دورانیہ میں تعلقات کے سارے دروازے کھلے سمجھے جائیں گے لہٰذا اہل صلح کو دارالاسلام میں آنے جانے، تجارت وغیرہ سرگرمیاں سنبھالنے کی اجازت ہو گی تاکہ اس دورانیہ میں مخالفین اسلام کی خوبیوں سے آگاہ ہو کر اور اسلام کی دعوت قبول کرنے پر آمادہ ہوسکیں، جیساکہ حدیبیہ میں ہوا تھا اس لئے تو اللہ تعالیٰ نے اسے فتح مبین قرار دیا تھا صلح کی دورانیہ میں ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مخالفین کا جنگی لیڈر تھا مرکز اسلام میں آیا تھا اور اپنی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملے لیکن کسی نے اسے نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کی۔[23]

اہل ذمہ سے متعلق اسلام کی مزید رعایتیں

عام کفار سے متعلق تعلقات و تعاون سے متعلق جو تفصیل اوپر آچکی ہے وہ سارے احکام اہل ذمہ سے متعلق بھی ہیں تاہم ان سے متعلق کچھ خصوصی احکام بھی ہیں جس کی کچھ تفصیل درج ہیں :

ذمی اگر جہاد میں شریک ہو تو جزیہ کا حکم:

تمام فقہا کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا اس پر اتفاق ہے کہ ذمی کو جب مسلمان ملک نے پناہ دی اور اس سے جزیہ کی وصولی کا معاہدہ ہوا تو اس کے بعد اس کی تمام تر حفاظت اور اس کے حقوق کا دفاع کرنا یہ اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے اور کوئی بھی حکومت ذمیوں کو جنگ میں حصہ لینے اور شریک ہونے پر مجبوری نہیں کر سکتی، تاہم اگر اپنی مرضی سے کچھ غیر مسلم ذمی جنگ میں شریک ہو گئے تو کیا ان سے جزیہ ساقط ہو گا یا نہیں؟

فقہاء احناف رحمھم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ :

> چونکہ دفاعی اقدامات کرنا اور لڑائی میں شامل ہونا یہ مسلمان کی ذمہ داری ہے ذمی کی نہیں ہے وہ آرام سے بیٹھ کر امن کے مزے لیتا رہے، جب اس کی ذمی داری جنگ کرنا نہیں ہے تو جنگ میں شریک ہونے سے اس کی اصل ذمی داری یعنی جزیہ ساقط نہیں ہو گا۔[24]

البتہ سب فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ جبری طور کسی غیر مسلم کو لڑائی میں شامل نہیں کیا جاسکتا ہے۔

اہل ذمہ کے اوپر ذمی کو قاضی بنانا:

مسلمانوں کے امور کے تصفیہ اور فیصلہ کے لئے تو قاضی کا مسلمان ہونا ضروری ہے لیکن خود اہل ذمہ کے تنازعات کے تصفیہ کے لئے ذمی کو قاضی بنایا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جمہور فقہا کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو یہ درست نہیں لیکن فقہاء حنفیہؒ کے ہاں یہ درست ہے کہ ذمیوں سے متعلقہ

امور کے لے کسی ذمی غیر مسلم کو قاضی بنایا جائے، نیز احناف کے نزدیک ذمیوں سے متعلق کسی ذمی کی گواہی بھی قابل قبول ہے۔[25]

اہل الذمہ سے قبل الوقت جزیہ وصول کرنا

دارالاسلام میں ذمیوں کو قانونی تحفظ حاصل ہوتا ہے، ان کی جان ومال کی حفاظت کرنا، اگر کوئی دشمن حملہ کردے تو ان کا دفاع کرنا شریعت نے مسلمانوں کی ذمی داری قرار دی ہے، اور ذمیوں کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا ہے، پھر بھی وہ چونکہ اس ملک کے رہائشی ہیں تو ملک کی تعمیر وترقی میں ان کا کچھ نہ کچھ حصہ شامل ہونے کے لئے شریعت نے ان سے متعلق جزیہ لینے کا حکم دیا جو ایک معمولی مقدار میں کچھ رقم ہوتی ہے، اور اس رقم کی ادائیگی کے لئے بھی پورے سال کی مہلت دی گئی ہے، اگر طے شدہ وقت آنے سے پہلے مسلمان حکمران جزیہ کا مطالبہ کرے تو شریعت نے اس کو اس مطالبہ کا حق نہیں دیا بلکہ اس کو مجبور کیا گیا ہے کہ اپنے مقررہ وقت ہی پر جزیہ وصول کرے اور وقت آنے سے پہلے جزیہ وصول کرنے کے ذریعہ اضافی بوجھ ان پر نہ ڈالے ہاں اگر وہ خوشی اور مرضی سے پہلے دینے یا اکٹھا دینے پر تیار ہیں تو پھر درست ہے۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ تعالیٰ اس حکم کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> لیس له ذلک الا بر ضاھم ، کما لیس له ان یستسلف الزکاۃ الا بر ضارب الما ل، بل الجزیة اولیٰ بالمنع ، فانها تسقط بالاسلام وبالموت فی اثناء السنة.[26]
>
> عامل صدقات کے لئے ان (اہل ذمہ) کی رضامندی کے بغیر جزیہ وصول کرنا جائز نہیں جس طرح کہ عامل صدقات کے لئے یہ جائز نہیں ہو تاکہ صاحب نصاب کی رضامندی کے بغیر سال پورا ہونے سے پہلے زکوۃ وصول کرے، بلکہ جزیہ ممانعت کے زیادہ لائق ہے کیونکہ جزیہ اسلام قبول کرنے اور درمیان سال انتقال کر جانے صورت میں ساقط ہو جاتا ہے۔

ذمیوں سے متعلقہ امور میں کسی ذمی کو مسئول بنانا :

اہل ذمہ کے معاملات کے حل اور تصفیہ کے لئے ذمی کو قاضی بنانے کا حکم پہلے گزر چکا ہے جس سے متعلق احناف رحمھم اللہ تعالیٰ کا نقطۂ نظریہ تھا کہ یہ درست ہے، لیکن اہل ذمہ سے متعلق قضاکے علاوہ دوسرے کسی عہدے پر ذمی کی تقرری کو سب فقہا کرام رحمھم اللہ تعالیٰ درست اور جائز تصور کر لیتے ہیں بشر طیکہ اس کا دائرہ کار ذمیوں ہی کی حد تک محدود ہو۔ علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

و یجو زان یجعل علی کل طائفة من اهل الذمة عر یفایضبطهم لمعر فة من اسلم منهم ومن مات ومن بلغ ومن قدم علیهم ، ولیحضر هم لا دا ءالجزیة ---ویجوزان یکون العریف للعرض الثانی ذمیا.[27]

> اور اہل ذمہ کے ہر گروہ پر ایک نگران ہونا چاہیے تاکہ ان میں سے جو اسلام لاتا ہے یا کوئی بالغ ہو جاتا ہے یا ان میں سے جو مر جاتا ہے، ان کے اعداد وشمار کو محفوظ اور درست رکھے اور ان کو جزیہ ادا کرنے کے لیے دوبارہ ان کو حاضر کیا جاسکے اور ذمی کو یہ عہدہ دیا جا سکتا ہے۔

اہل ذمہ سے لئے جانے والے جزیہ کی مقدار :

جزیہ کے نام پر اہل ذمہ سے جو رقم لینے کا شریعت میں حکم ہے اس میں بھی آسانی اور سہولت کی رعایت کا عنصر انتہائی واضح اور نمایاں ہے، ایک تو یہ کہ جزیہ کی ادائیگی صرف اس شخص پر لازم ہے جو مرد ہو عورت پر نہیں، عاقل ہو، بالغ ہو، نا بالغ اور عقلی لحاظ سے معذور شخص پر نہیں، نیز وہ بوڑھا جو کمانے سے عاجز ہو جائے اس پر بھی لازم نہیں اس طرح وہ راہب اور مذہبی پیشواجو گوشہ نشین ہو لوگوں کے ساتھ اختلاط اس کا کم ہو صرف اپنی مذہبی سرگرمیوں کی حد تک محدود ہو اس سے بھی جزیہ نہیں لیا جائے گا، پھر جن لوگوں سے جزیہ لینے کا حکم ہے انکی تین قسمیں بنائی جائیں گے۔

ا۔ جو صرف اپنا اور اہل عیال کا پیٹ پالنے کی حد تک کماتا ہو اس سے ماہانہ ایک درہم کے بقدر لیا جائے گا۔

۲۔ جو متوسط درجے کا ہو ان سے ماہانہ دو درہم کے بقدر لیا جائے گا۔

۳۔ اور جو زیادہ مال دار ہو اس سے ماہانہ چار درہم کے بقدر لیا جائے گا اگرچہ بہت زیادہ مال دار کیو نہ ہو۔

اگر کوئی ذمی ایک سال جزیہ نہ دے تو دوسرا سال شروع ہوتے ہی اس کا سابقہ جزیہ ساقط ہو جائے گا اور دوسرے سال میں صرف اس سے اس سال کا جزیہ وصول کیا جائے گا۔[28]

ذمی کو تکلیف پہنچانا، اس کا حق غصب کرنا :

ذمی کو بے جا تنگ کرنا، اسے مار نا گالیاں دینا فقہی رو سے ناجائز و حرام ہے، فقہا کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ :

ذمی کو "او کافر!" کہنے والا گناہ گار بھی ہوگا ساتھ اسے تعزیر اور سزا بھی دے جائے گی۔[29]

فقہا کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ :

> سب سے قبیح اور سزا کے لحاظ سے سخت ظلم وہ ہے جو کسی جانور پر کیا جائے، پھر اس کے بعد وہ ظلم جو کسی ذمی پر کیا جائے، اس کے بعد وہ جو مسلمان پر کیا جائے۔[30]

نیز یہ بھی فرمایا ہے کہ کسی ذمی کا مال اگر کوئی مسلمان غصب، چوری یا دوسرے ناجائز طریقوں سے حاصل کرے گا تو اس کو آخرت میں عذاب ملے گا، اور اس کی سزا اس شخص سے زیادہ ہوگی جو کسی مسلمان کے مال کو ناجائز طریقے سے حاصل کرے۔[31]

اس حکم سے اسلام کے عدل وانصاف اور رواداری کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، اس حکم اور اس جیسے دوسرے احکام کو بنظر انصاف دیکھنے والا فیصلہ کر سکتا ہے کہ اسلام بلا جرم اور بلا وجہ تشدد اور ظلم کو کتنا قبیح اور قابل نفرت سمجھتا ہے، اور اپنے دشمنوں کے ساتھ بھی ظلم کو اتنا ہی برا سمجھتا ہے جتنا کہ کسی مسلمان کے ساتھ سمجھتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ قبیح سمجھتا ہے۔

ذمی کے حقوق مسلم قاضی کی عدالت میں :

مسلمان قاضی کے سامنے جب کوئی فیصلہ آجائے تو اس میں بعض اوقات متعلقہ شخص کے کہنے کو کافی سمجھ کر اس کے حق میں فیصلہ کیا جاتا ہے، یہ حکم جیسا کہ ایک مسلمان کے لئے ہے ذمی کے لئے بھی یہی حکم ہے اور ان جیسی چیزوں میں ذمی کی بات کو بھی مسلمان قاضی مانے گا اس لئے کہ عدالتی حقوق میں اسلام کی نظر میں مسلم اور ذمی دونوں برابر ہیں۔[32]

دارالاسلام کے معدنی ذخائر میں ذمیوں کے حقوق:

اگر کسی مسلمان کی مملوکہ زمین میں یا کسی مباح عام زمین کوئی قیمتی معدنیات نکل آئیں تو اس کا پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کرنے کا حکم ہے اور باقی چار حصے اس نکالنے والے کی ملکیت ہوگی، یہ حکم جیسا کہ ایک مسلمان کے لئے ہے ذمی کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر اس کو مسلمانوں کے ملک میں معدنیات مل جائیں تو صرف اس کا پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کرنا ہوگا باقی جتنا بھی ہو اگرچہ بہت زیادہ مالیت کا ہو وہ خود لے گا اور کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ اس کو اس سے محروم کرے۔[33]

صدقہ کی مد میں ذمی کے تعاون کا حکم:

زکوۃ اور عشر کے علاوہ جتنے بھی صدقات ہمیں اگرچہ واجب صدقات ہوں مثلا اللہ کے نام نذر کی ہوئی چیز، قسم کے کفارے کی چیزیں وغیرہ یہ مسلمان کی طرح کسی غیر مسلم (ذمی) کو بھی دینا درست ہے اور نفلی صدقات کا ثواب جیسا کہ ایک مسلمان پر صدقہ کر دینے سے ملتا ہے کسی ذمی پر صدقہ کرنے سے بھی ملتا ہے بلکہ اگر وہ ذمی زیادہ محتاج ہو تو اس کو دینے سے زیادہ ثواب ملے گا اور اسے دینا زیادہ بہتر ہوگا۔

ذمی کا حق دبانے والے مسلمان کی سزا:

اگر کوئی مقروض آدمی استطاعت کے باوجود قرض نہیں دیتا تو مسلمان حاکم اسے جیل میں بھیج سکتا ہے، اگر ذمی غیر مسلم کا کسی مسلمان پر قرض یا کوئی دوسرا حق ہو اور وہ نہیں دیتا ہو تو اسے بھی جیل میں بھیجا جائے گا، اور حاکم اسے اس غیر مسلم کے حق کی ادائیگی پر مجبور کرے گا۔[34]

غیر آباد زمین میں ذمی کی آبادکاری:

"موات" وہ زمین جو کسی کی ملکیت نہ ہو اور غیر آباد ہو اس میں شرعی حکم یہ ہے کہ جو اسے آباد کرے گا، اور قابل استعمال بنائے گا یہ اس کی ملکیت ہو جائے گی، اسلامی قانون میں آبادکاری کا حکم جیسا کہ ایک مسلمان کے لئے ایسے ہی ایک غیر مسلم ذمی کے لئے بھی یہی حکم ہے اور وہ بھی ایسی زمین آباد کرنے سے اس کا ایک خود مختار مالک بن جائے گا۔[35]

ذمی قتل ہونے کی صورت میں قصاص کا حکم:

جب کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو ناحق قتل کرے گا تو اس کو قصاصا قتل کیا جا سکتا ہے، اسی طرح اگر کسی ذمی غیر مسلم کو کوئی مسلمان قتل کرے تو اس کے ورثہ کو یہ حق حاصل ہے کہ اسے قصاصا قتل کرنے کا مطالبہ کرے اور مسلمان حاکم پر ان کا یہ مطالبہ ماننا اور اس قاتل کو بطور قصاص قتل کرنا شرعی رو سے لازم ہے، خود رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ انھوں نے ایک مسلمان کو ایک کافر کے ناحق قتل کی وجہ سے قصاصا قتل کروایا تھا۔[36]

اسی طرح غلطی سے اگر کوئی ذمی کسی مسلمان کے ہاتھ سے قتل ہو جائے تو جیسا کہ ایک مسلمان کے اس طرح قتل ہونے سے پوری دیت لازم ہوتی ہے اس طرح ذمی کو قتل کرنے کی وجہ سے بھی پوری دیت لازم ہوتی ہے۔[37]

ذمی اگر سلام کرے تو جواب دینا چاہئے:

فقہا کرام نے ذمیوں کے حقوق میں یہ بھی شامل کیا ہے کہ اگر ذمی کسی مسلمان کو سلام کرے تو نہ صرف یہ کہ اس کا جواب دینا جائز ہے بلکہ مناسب اور پسندیدہ ہے۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

اگر ذمی مبہم قسم کے الفاظ سے سلام کرے تو اس کے جواب میں صرف "وعلیکم" کہا جائے گا لیکن اگر وہ پورا اور درست سلام کرے تو اس کو جواب میں "وعلیکم السلام" کہا جائے گا۔[38]

ذمی کے حق شفعہ کا حکم:

جائیداد کے متصل ہونے یا پڑوسی وغیرہ ہونے کی بنا پر جیسا کہ ایک مسلمان شفعہ کا دعویٰ کر سکتا ہے تو اس طرح ذمی کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ اگر کوئی مسلمان زمین بیچ رہا ہو اور خریدنے والا بھی مسلمان ہو لیکن اس کو اس خریدار سے کوئی خدشات ہوں تو اس ذمی کو شریعت یہ حق دیتی ہے کہ اس ناگوار پڑوسی سے بچنے کی خاطر شفعہ کا دعویٰ کر کے وہ زمین خود لے لے۔[39]

غیر مسلم کو ہدیہ دینا اور اس کا ہدیہ قبول کرنا:

رسول ﷺ اور متعدد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عمل سے ثابت ہے کہ انہوں۔ غیر مسلموں کو ہدایا دیئے بھی ہیں اور ان سے قبول بھی فرمائے ہیں، حضور ﷺ کے مکان میں ایک بکری ذبح کی گئی اور اس کا گوشت پڑوس میں تقسیم کیا گیا جب حضور ﷺ تشریف لائے تو دریافت فرمایا:

اهديتم لجارنا اليهودى ؟[40]

ترجمہ: تم نے ہمارے یہودی پڑوسی کو ہدیہ بھیجا؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک غیر مسلم بھائی کو جو مکہ میں رہتے تھے، ایک کپڑا بطور ہدیہ بھیجا تھا۔[41]

علامہ ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

و يجوزقبول هدية الكفار من اهل الحرب ، لان النبى ﷺ قبل هدية المقوقس صاحب مصر.[42]

اور حربی کافر کا ہدیہ قبول کرنا جائز ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے مصر کے بادشاہ مقوقس کا ہدیہ قبول کیا تھا۔

لہٰذا اگر غیر مسلم کسی ناجائز غرض کے تحت ہدیہ نہ دے تو عام حالات میں اس کا ہدیہ قبول کرنا اور اسے ہدیہ دینا درست ہے، نیز فقہا کرامؒ نے غیر مسلم کے ہاں کھانے کی دعوت قبول کرنے کو بھی جائز قرار دیا ہے بشرطیکہ وہ کھانا بذات خود حرام نہ ہو۔

فكتب اليه ان اجا بة دعو ة اهل الذمة مطلقة فى الشرع.[43]

یعنی اہل الذمہ کی دعوت قبول کرنا شریعت میں جائز ہے۔

نتائج:

1۔ اقلیتوں کے ساتھ مسلمانوں کو رواداری اور حسنِ سلوک کرنا چاہیئے۔

2۔ انسان کا اشرف المخلوقات ہونے کی وجہ سے چاہے مسلم ہو یا غیر مسلم، سب قابلِ احترام ہیں۔

3۔ اقلیتوں کو بلاوجہ تنگ نہ کیا جائے اور اے کافر! کے الفاظ سے مخاطب کر کے تکلیف نہ دی جائے۔

4۔ اسلامی عدالت میں مسلمانوں کی طرح ان کو بھی حقوق حاصل ہیں۔

5۔ ذمیوں کو ہدیہ دیا جا سکتا ہے اور ان کو سلام کیا جا سکتا ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

---

[1]الاسراء: ۱۵

Al-Isrā,, Verse:15

[2]احمد، امام احمد بن حنبل، مسند احمد، المحقق: شعیب الارنؤوط، مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ الاولیٰ۲۰۰۱ء، رقم الحدیث: ۲۴۸۵۵، ج:۴۱، ص:۳۴۹

Aḥmad, Imām Aḥmad bin Ḥanbal, Musnad Aḥmad, Al-Muḥaqqiq: Sho'yb Al-,arna,ūṭ, (Mū,assiat al-Risālat, Beriūt, 1st Edition, 2001ac), Ḥadīth No.24855, Vol:41,P:349

[3]سورۃ الکہف: ۶

Al-Kahf, Verse:06

[4]بخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ، صحیح البخاری، بیروت، دار ابن کثیر، الیمامہ، الطبعۃ الثالثۃ، ۱۴۰۷ھ، رقم الحدیث: ۶۹۴۱، ج:۶، ص:۲۶۸۶

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, Ṣaḥīḥ Bukhārī, (Dār Ibn-e-Kathīr, Beriūt, 3rd Edition, 1407ah), Ḥadīth No.6941, Vol:06,p:2686

[5]ابن حجر، احمد بن علی، فتح الباری، بیروت، دار المعرفۃ، ۱۳۷۹ھ، ج:۱۰، ص:۴۴۰

Ibn-e-Ḥajar, Aḥmad bin 'lī, Fatḥ al-Bārī, (Dār al-Ma'rifat, Beriūt, 1379ah), Vol:10,P:440

[6]مسلم، مسلم بن حجاج، القشیری، صحیح مسلم، بیروت، دار الجیل، رقم الحدیث: ۶۷۷۸، ج:۸، ص:۲۴

Muslim, Muslim bin Ḥajjāj Al-Qushayrī, Ṣaḥīḥ Muslim, (Dār al-Jīal, Beriūt), Ḥadīth No.6778, Vol:08,p:24

[7]سورۃ الممتحنۃ: ۸، ۹

Al-Mumtaḥinat, Verse:8-9

[8]ابن جریر، محمد بن جریر، الطبری، جامع البیان فی تاویل القرآن، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۲۰ھ، ج: ۲۳، ص: ۳۲۳

Ibn-e-Jarīr, Muḥammad bin Jarīr Al-Ṭabrī, Jām' al-Bayān fī tāwīl al-Qurān, (Mū,assiat al-Risālat, Beriūt, 1st Edition,1420ah), Vol:23,p:323

[9]مسلم، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۶۸۲۴، ج:۸، ص: ۳۲

Muslim, Ṣaḥīḥ Muslim, Ḥadīth No. 6824, Vol:08,p:32

[10]سورۃ لقمان: ۱۵

Luqmān, Verse:15

[11]مسلم، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۳۷۲، ج: ۳، ص: ۸۱

Muslim, Ṣaḥīḥ Muslim, Ḥadīth No.2372,Vol:03,P:81

12 سرخسی، محمد بن احمد بن ابی سہل، شرح سیر کبیر، ناشر مولوی نصر اللہ المنصور، طبع اول ۱۴۰۵ھ، ج: ۱، ص: ۹۶، ۹۷

Sarakhsī, Muḥammad bin Aḥmad bin Abī Sahal, Sharḥ Siyar Kabīr, (Mowlvi Naṣrullāh al-Manṣūr, 1st Edition, 1405ah), Vol:01,pp:96-97

13 حوالہ بالا

Ibid

14 حوالہ بالا

Ibid

15 الاسراء: ۷۰

Al-Isrā,, Verse:70

16 سورۃ الحجرات: ۱۳

Al-Ḥujrāt, Verse:13

17 سورۃ النحل: ۹۰

Al-Naḥl, Verse:90

18 مسلم، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۳۷۶۷، ج: ۸، ص: ۱۶

Muslim, Ṣaḥīḥ Muslim, Ḥadīth No.3767, Vol:08,P:16

19 زحیلی، وہبۃ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دمشق، دار الفکر، سوریۃ، الطبعۃ الرابعۃ، ج: ۸، ص: ۳۳۰

Zuḥylī, Wahbat al-Zuḥylī, Al-Fiqh al-Islāmī wa Adillatohu,(Dār al-Fikr, Damascus, 4th Edition), Vol:08,P:330

20 حصکفی، محمد بن علی، علاؤالدین، الدمشقی، الدر المختار، بیروت، دار الفکر، ۱۳۸۶ھ، ج: ۶، ص: ۴۰۲

Ḥaṣkafī, Muḥammad bin 'lī, 'lā, al-Dīn, Al-Dimashqī, Al-Dur al-Mukhtār, (Dār al-Fikar le al-Ṭibā'at wa al-Nashr wa al-Tawzī',Beriūt, 1386ah), Vol:06,P:402

21 سرخسی، محمد بن احمد بن ابی سہل، شرح سیر کبیر، ج: ۱، ص: ۱۴۵

Sarakhsī, Muḥammad bin Aḥmad, Sharḥ Siyar Kabīr, Vol:01,P:145

22 حوالہ بالا، ج: ۱، ص: ۱۷۴

Ibid, Vol:01,p:174

23 سرخسی، شمس الدین، ابوبکر، محمد بن احمد بن ابی سہل، المبسوط، بیروت، دار الفکر، ۱۴۲۱ھ، ج: ۱، ص: ۱۷۴

Sarakhsī, Shams al-Dīn, Abū Bakar, Muḥammad bin Aḥmad bin Abī Sahl, Al-Mabsūṭ, (Dār al-Fikar, Beriūt,1421ah),Vol:01,p:174

24 حاشیہ اشبیلی علی ہامش تبیین الحقائق، ج: ۳، ص: ۲۸۷

Ḥāshiyat Ashbailī 'lī Hāmish, Tabyīn al-Ḥaqā,iq, Vol:03,P:287

25 حصکفی، محمد بن علی، علاؤالدین الدمشقی، الدر المختار، کراچی، ایچ۔ایم سعید کمپنی، ج: ۳، ص: ۳۹۷

Ḥaṣkafī, Muḥammad bin 'lī, 'lā, al-Dīn al-Dimashqī, Al-Dur al-Mukhtār, (H.M.Saeīd,

Company, Karāchī), Vol:03, p:397

26 ابن القیم، محمد بن ابی بکر، شمس الدین، الجوزیہ، احکام اہل الذمہ، بیروت، دار العلم للملایین، ۱۹۸۳ء، ج: ۱، ص: ۹۹

Ibn-e-al Qayyam, Muḥammad bin Abī Bakar, Shams Al-Dīn, Aḥkām Aḥl al-Dhimmat, (Dār al-'lm lil Malāyīn, 1983ac), Vol:01,p:99

27 نووی، محیی الدین، ابی زکریا، یحیٰی بن شرف، روضۃ الطالبین، بیروت، المکتب الاسلام، ۱۴۰۵ھ، ج: ۱۰، ص: ۳۳۳

Nawawī, Muḥayyuddīn Abī Zakariyā, Yaḥyā bin Sharf, Rwḍat al-Ṭālbīn, (Al-Maktab al-Islām, Beriūt, 1405ah), Vol:10,P:333

28 شامی، محمد امین، ابن عابدین، رد المحتار، بیروت، دار الفکر، ۱۴۲۱ھ، ج: ۲، ص: ۳۳۲

Shāmī, Muḥammad Amīn, Ibn-e-'ābdīn, Rad al-Muḥtār, (Dār al-Fikar,Beriūt, 1421ah),Vol:02,p:332

29 حوالہ بالا ج: ۴، ص: ۲۰۲

Ibid,Vol:04,p:202

30 حصکفی، محمد بن علی، علاؤالدین، الدمشقی، الدر المختار، ج: ۶، ص: ۴۰۲

Ḥaṣkafī, Muḥammad bin 'lī, 'lā, al-Dīn al-Dimashqī, Al-Dur al-Mukhtār,Vol:06,p:402

31 شامی، رد المحتار، ج: ۴، ص: ۶۹۴

Shāmī, Rad al-Muḥtār, Vol:04,p:694

32 الدر المختار، ج: ۲، ص: ۳۱۲

Al-Dur al-Mukhtār,Vol:02,p:312

33 الدر المختار، ج: ۲، ص: ۳۱۸

Al-Dur al-Mukhtār,Vol:02,p:318

34 الدر المختار، ج: ۵، ص: ۳۸۱

Al-Dur al-Mukhtār,Vol:05,p:381

35 الدر المختار، ج: ۶، ص: ۴۳۱

Al-Dur al-Mukhtār,Vol:06,p:431

36 حوالہ بالا، ج: ۶، ص: ۵۳۴

Ibid,Vol:06,p:534

37 حوالہ بالا، ج: ۶، ص: ۵۷۵

Ibid,Vol:06,p:575

38 ابن القیم، احکام اہل الذمہ، ج: ۱، ص: ۲۰۰

Ibn-e-al Qayyam, Aḥkām Ahl al-Dhimmat, Vol:01,p:200

39 الدر المختار، ج: ۶، ص: ۳۲۱

Al-Dur al-Mukhtār,Vol:06,p:321

[40] ابوداود، سلیمان بن اشعث، السجستانی، سنن ابی داود، بیروت، دار الکتاب العربی، رقم الحدیث: ۵۱۵۴، ج: ۶، ص: ۵۰۴

Abū Dāūd, Sulymān bin Ash'ath Al-Sajastānī, Sunan Abī Dāūd,(Dār Al-Kitāb al-'rabī, Beriūt), Ḥadīth No.5154,Vol:06,p:504

[41] صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۲۴۷۶، ج: ۲، ص: ۹۲۴

Ṣaḥīḥ Bukhārī, Ḥadīth No.2476, Vol:02,p:924

[42] ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد، المقدسی، المغنی، بیروت، دار الفکر، ۱۴۰۵ھ، ج: ۱۰، ص: ۵۵۶

Ibn-e-Qadāmat, 'abd Allāh bin Aḥmad, Al-Maqdasī, Al-Mughnī, (Dār al-Fikar Beriūt, 1405ah), Vol:10,p:556

[43] رد المحتار، ج: ۶، ص: ۷۵۵

Rad al-Muḥtār, Vol:06,p:755